ہو گئے، بلخ کے ایک فقیہ ابو معشر اس غرض سے بغداد گئے کہ وہ بغداد میں جاکر کندی کے حلقہ درس میں شریک ہوں اور علم نجوم کی تعلیم حاصل کرنے کے بہانے سے موقع پائیں تو اس کو قتل کردیں لیکن ناکام رہے، ابو معشر کے سوا یعقوب کندی کے سب سے بڑے دشمن موسیٰ بن شاکر کے فرزند محمد اور احمد تھے، انھوں نے یعقوب کندی کے خلاف سازش کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ متوکل نے اس کو سزا دی، موسیٰ بن شاکر کے بیٹوں نے اس کی تمام کتابیں ضبط کرلیں، ایک اور بڑا تاجر بھی جو یعقوب کندی کے پڑوس میں رہتا تھا اس کا سخت مخالف تھا اور لوگوں کو اس کے خلاف بھڑکایا کرتا تھا۔

(تاریخ حکمائے اسلام جلد اول ص ۸۶)

چھٹی صدی ہجری کے نامور فلسفی ابن باجہ متوفی ۵۳۳ھ

ابن باجہ کو زہر دیدیا گیا کو سرقسطہ کے رئیس ابوبکر بن ابراہیم صحراوی نے اپنا وزیر بنالیا کیونکہ اس نے اس کی شان میں بہت سے قصائد مدحیہ لکھے مگر عوام ابن باجہ کے فلسفہ دانی کی وجہ سے اس کی وزارت کو ناپسند کرتے تھے، تاہم ابوبکر بن ابراہیم صحراوی نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی اور ابن باجہ بدستور اس کا وزیر رہا، لیکن وزارت کے زمانہ میں اس کو کبھی اطمینان حاصل نہیں ہوا، چنانچہ وہ ایک بار ابوبکر بن ابراہیم کا سفیر ہوکر عماد الدولہ بن ہود کی خدمت میں گیا تو اس نے اس کو قید کرلیا اور اس کے قتل کے درپے ہوگیا جب ابن باجہ کو اس کی خبر ہوئی تو کسی حیلہ سے بھاگ نکلا، سب سے بڑی مصیبت عوام کی ناراضگی تھی، ابتدا میں تو ابوبکر بن ابراہیم صحراوی نے اس کی چنداں پرواہ نہ کی لیکن رفتہ رفتہ فوج میں بھی شورش پیدا ہوگئی اور ایک بڑی جماعت ملازمت ترک کرکے چلی گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد اس نے مرابطین کے دربار کا رخ کیا اور شاطبہ میں ابراہیم بن یوسف بن تاشفین کی سرکار میں ملازمت کرنی چاہی لیکن یہاں بھی

اس کو ناکامی ہوئی۔ ابراہیم بن یوسف نے اس کو قید کیا اور اس کا تمام مال و دولت ضبط کرلیا۔

(تاریخ حکمائے اسلام جلد دوم ص۲۳۵)

ابن باجہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اسے جوانی کی حالت میں زہر دیدیا گیا کیونکہ وہ اپنے فلسفہ میں بہت آزاد خیال تھا۔

(ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ص۳۴ فروری ۱۹۹۵ء جلد ۷۹ شمارہ ۵)

(باقی آئندہ)

حجاز وما ورائے حجاز

حجاز کی کہانی حجاج کی زبانی

جلد دوم

از محمد عبدالملک عبدالقیوم خاں

سائز ۱۸×۲۲/۸ یہ کتاب خوبصورت جلد میں شائع ہو کر منظر عام پر آگئی ہے۔ ادارہ ندوۃ المصنفین دہلی نے اسے شائع کیا ہے۔ اس اعلیٰ معیاری کتاب کے مطالعے سے استفادہ حاصل کریں۔ قیمت مجلد عمدہ ریگزین ۲۵۰ بیس روپے

اپنا آرڈر اس پتے پر بھیجدیں

ندوۃ المصنفین، اردو بازار، جامع مسجد دہلی

سید احمد خاں
کی
ایک نادر نعت

جناب حکیم محمد حسین خاں شفا رام پور

کچھ کیفیتیں اور لذتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کو آدمی محسوس تو کرتا ہے لیکن ان کا الفاظ میں اظہار ممکن نہیں ہوتا۔ اسی قسم کی لذتوں میں سے ایک لذت القاء یا الہام بھی ہے۔ "اہلِ دل" اور "خاصانِ خدا" کا کہنا ہے کہ جب عبادت و ریاضت یا تدبر و تفکر کے دوران ایک استغراقی کیفیت طاری ہوتی ہے اور وجدانِ سلیم "عالم سفلی" سے ملاء اعلیٰ اور پھر مبدا فیاض سے مل جاتا ہے تو اس کے نتیجہ میں انسان کو "انکشاف حق" یا "دیدار حق" میسر آجاتا ہے۔ اس لیے اسے یقین ہوتا ہے کہ زندگی کا بھید مل گیا۔ عقدۂ لاینحل کھل گیا۔ معراج ہوگئی۔ اس کیفیت کے دوران کبھی کبھی صاحبِ کشف ایسی باتیں کہہ جاتا ہے یا ایسے کام کر جاتا ہے جو عام انسانوں کی سمجھ اور صلاحیت سے بالاتر ہوتے ہیں۔ کاملین و عابدین کی حیات و ملفوظات اس قسم کے واقعات سے بھرے پڑے ہیں۔

سرسید احمد خاں کی زندگی میں بھی ایک واقعہ کچھ اسی قسم کا پیش آ

ذکر انھوں نے اپنی مرتبہ "تفسیرِ قرآن" میں کیا ہے۔ سر سید اپنے مذہب اور قوم پر فدا تھے۔ انھوں نے سیرتِ رسول اکرمؐ اور تفسیرِ قرآن اسی جذبہ کے تحت تصنیف کی تھیں کہ یورپ کی نشاۃِ ثانیہ کے بعد مغربی افکار کی یلغار اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والا سائنسی ذہن و معقولیت پسندی کہیں حال و مستقبل کی نسل کو اسلام اور اسلامی تعلیمات سے برگشتہ نہ کر دے۔ جیسے قدماء کی غلط تشریحات اور فلسفۂ یونان کی روشنی میں اسلامی عقائد کی تعبیرات نے پہلے ہی مشکوک بنا دیا تھا۔ تدبرِ قرآن کے دوران سر سید کو حیاتِ بعد ممات، حشر اجساد، جزا و سزا، وغیرہ ایسے عقائد پر غور کرنا پڑا جن کی معقول و عصری ذہن کے لئے قابلِ قبول تشریح سے سر سید کی عقل قاصر تھی۔ ان مسائل پر غور کرتے ہوئے سر سید پر استغراقی کیفیت طاری ہوئی اور انھیں یہ محسوس ہوا کہ خود شارعِ اسلامؐ ان مسائل کے رموز و نکات سر سید کو بتا رہے ہیں۔ جن سے ان کا ذہن مطمئن ہو گیا اور پھر انھوں نے ایک بحث روح سے متعلق سورۃ الاعراف میں صفحہ ۸۴ سے ۱۲۵ تک تحریر کی اور اپنے نزدیک ان مسائل کو عقل کی روشنی میں جدید ذہن کو مطمئن کرنے کے لئے حل کر دیا۔ چونکہ سر سید کا خیال تھا کہ وہ پہلی مرتبہ غیبی اشارے سے ان مسائل کو حل کر رہے ہیں اور انھیں اس اہم کام میں اپنے جدِ اعلیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید حاصل ہے۔ اس بنا پر اس بحث کے اختتام پر ہدیۂ تشکر کے طور فی البدیہہ ایک فارسی نعت موزوں ہو گئی جس کو انھوں نے اسی بحث میں تحریر کر دیا تاکہ یادگار رہے۔

سر سید نے جس زوال پذیر زمانہ میں جنم لیا تھا اس میں بے عملی، خود فریبی اور شعر و شاعری عام تھی۔ ابتدائے جوانی میں رسم زمانہ کے موافق آہی تخلص رکھ کر سر سید نے شعر و شاعری شروع کی چنانچہ متعدد تذکروں میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن جلد ہی سر سید نے ضروریاتِ ملک و قوم کو سمجھ لیا اور اپنا وقت